دل کی بات

۱۴/ اگست ۱۹۹۹ء کو پاکستان میں ۵۲ واں یوم آزادی پورے جوش و خروش سے منایا جا رہا ہے۔ سائرن بجیں گے، قومی ترانہ نشر ہو گا، جلسے ہوں گے، جلوس نکلیں گے اور حکومت کو خراجِ تحسین پیش کیا جائے گا۔ وزیر اعظم کی خوب تعریف ہو گی اور نواز شریف کو قائد اعظم ثانی کہا جائے گا۔ ناچ گانا ہو گا، موسیقی کی دھنوں سے قوم "روح کی غذا" حاصل کرے گی۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن پر خصوصی پروگرام نشر ہوں گے، ڈرامے ہوں گے، اخبارات خصوصی ایڈیشن شائع کریں گے۔ اس طرح قوم میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ ہے جشنِ آزادی کا ایک منظر۔

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو اس کے یہ مقاصد تو ہرگز بیان نہیں کئے گئے تھے جن کا عملی ثبوت آج حکومتی سطح پر پیش کیا جا رہا ہے۔ تب اسلام کا نعرہ بلند کیا گیا اور مسلمانوں کو ایک جنت دکھائی گئی۔ مسلمانوں نے تاریخ کی بہت بڑی قربانی دے کر پاکستان بنا دیا۔ مگر ان کے ساتھ جو ہوا وہ بھی کسی المیے سے کم نہیں۔ ان کے ارمان توڑے گئے اور خواب کرچی کرچی کئے گئے۔ قیامِ پاکستان کے مقاصد کو سبوتاژ کیا گیا۔ اس جرم میں حکمران اور لادین سیاست دان مکمل طور پر شریک ہیں۔ اسلام کی جتنی توہین پاکستان میں کی گئی وہ دنیا کے کسی کافر ملک میں بھی نہیں ہوئی۔

۱۹۴۸ء میں بھی کشمیر سے واپس ہوئے تھے اور اب ۱۹۹۹ء میں پھر کارگل سے واپسی ہو رہی ہے۔ ایٹمی دھماکے کئے، غوری اور شاہین چلائے، دفاع کو ناقابلِ تسخیر بنایا مگر یہ سب ہمارے کسی کام نہ آیا۔ اس لئے کہ ہم نے اللہ سے کیا ہوا عہد توڑا اور اسلام کی توہین کی۔ حالت تو یہ ہے کہ منصبِ نبوت و رسالت اور مقامِ صحابہ، پاکستان میں محفوظ نہیں۔ توہینِ رسالت کے مرتکب مجرموں کو کھلی چھٹی ہے۔ اور ان کے لئے کوئی قانون حرکت میں نہیں آتا۔ مرزائی، سبائی اور یہود و نصاریٰ کی این جی اوز پاکستان میں کھل کھیل رہی ہیں۔ لسانی اور صوبائی تعصب کی زہریلی ہوائیں چل رہی ہیں۔ سرائیکی صوبہ اور اب مہاجر صوبہ کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

حکمرانوں اور سیاست دانوں نے وطن عزیز پاکستان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ موجودہ حالات پر جتنا بھی رو لیں کم ہے، دکھ کا جتنا بھی اظہار کر لیں ناکافی ہے۔ کیا تبصرہ کیا جائے اور کیا لکھا جائے؟ اس سوال کے جواب میں آج کی نشست میں مجلس احرارِ اسلام کے بانی، عظیم مجاہد آزادی حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی ایک تقریر کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ اسے پڑھئے اور سوچئے کہ یہ کیا لوگ تھے۔ ان کی مومنانہ بصیرت نے جو کچھ دیکھا اور جو کہا آج ثابت ہو رہا ہے۔ ۲۶؍ اپریل ۱۹۴۶ء کو اردو پارک دہلی میں حضرت شاہ جی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا.....

"قطع نظر اس کے کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو سورج مشرق ہی سے طلوع ہوگا۔ لیکن یہ پاکستان وہ پاکستان نہیں ہوگا جو دس کروڑ مسلمانوں کے ذہنوں میں اس وقت موجود ہے اور جس کے لئے آپ بڑے خلوص سے کوشاں ہیں۔ ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ بات جھگڑے کی نہیں، سمجھنے اور سمجھانے کی ہے۔ سمجھا دو، مان لوں گا۔ لیکن تحریک پاکستان کی قیادت کرنے والوں کے قول و فعل میں بلا کا تضاد اور بنیادی فرق ہے۔ اگر آج مجھے کوئی اس بات کا یقین دلادے کہ ہندوستان کے کسی قصبہ کی گلی میں، کسی شہر کے کسی کوچہ میں، حکومت الٰہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو رب کعبہ کی قسم میں آج ہی اپنا سب کچھ چھوڑ کر آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جو لوگ اپنے جسم پر اسلامی قوانین نافذ نہیں کر سکتے وہ دس کروڑ افراد کے وطن میں کس طرح اسلامی قوانین نافذ کر سکتے ہیں؟

ادھر مشرقی پاکستان ہوگا، ادھر مغربی پاکستان ہوگا۔ درمیان میں چالیس کروڑ ہندو کی متعصب آبادی ہوگی جس پر اس کی اپنی حکومت ہوگی اور وہ حکومت لالوں کی حکومت ہوگی۔

مکار ہندو اپنی مکاری اور عیاری سے پاکستان کو ہمیشہ تنگ کرتے رہیں گے اسے کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ آپ کا پانی روک دیا جائے گا۔ آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور آپ کی یہ حالت ہوگی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان، مغربی پاکستان کی مدد سے قاصر ہوگا۔

پاکستان پر رفتہ رفتہ وہی لوگ قابض ہوجائیں گے جو آج بھی انگریز کے غم خوار و نمک خوار ہیں۔ پاکستان امراء کی ایک جنت ہوگی لیکن ننانوے فیصد عوام کے لئے یہی شب و روز ہوں گے۔ اسلام ایک مسافر کی طرح ہوگا۔

اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی اور یہ خاندان زمینداروں، صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے۔ انگریز کے پروردہ، فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے، سروں، نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے۔ جو اپنی من مانی کارروائی سے محب وطن اور غریب عوام کو پریشان کر کے رکھ دیں گے۔ غریب کی زندگی اجیرن ہوجائے گی۔ ان کی لوٹ کھسوٹ سے پاکستان کے کسان اور مزدور نان شبینہ کو ترس جائیں گے۔ امیر روز بروز امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتے چلے جائیں گے۔"

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا